صرف خداتعالیٰ ہی عالم الغیب ہے

(فرمودہ ۷- مئی ۱۹۱۵ء)

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ [1]۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی چونکہ نظر نہیں آتی اور اس کی ذات چونکہ وراء الوریٰ ہے اس لئے کوئی انسان ان مادی آنکھوں سے اسے نہیں دیکھ سکتا جس قدر لطیف چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں وہ نظر نہیں آتیں- پھر خداتعالیٰ تو ان لطیف چیزوں کے پیدا کرنے والا ہے اس لئے ان آنکھوں سے اس کا نظر آنا تو ناممکن ہے- کسی شاعر نے کیا لطیف بات کہی ہے- کہتا ہے-

جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

یعنی اگر کہیں دُوئی کا معاملہ ہوتا تو کبھی اس سے ملاقات ہوجاتی لیکن چونکہ وہ یگانہ ہے دوسری چیزوں کی اس کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں، کوئی اس کا ہمسر ہی نہیں اور کوئی اس کی ذات کا حصہ اور جنس ہی نہیں ہے اس لئے اس سے ملاقات بھی نہیں ہوتی- جب اس کا یہ حال ہے تو جو اس کی مخلوق اور اس کی پیدا کردہ چیزیں ہیں ان کی آنکھوں سے وہ کہاں نظر آسکتا ہے- پس خداتعالیٰ ان آنکھوں سے کسی کو دکھائی نہیں دیتا بلکہ اپنی قوت اور اپنے جلال اور اپنے

کاروبار اور اپنے خاص الخاص بندوں کے ذریعے ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ خداتعالیٰ اپنے برگزیدہ اور پیارے بندوں کے ذریعہ لوگوں کو نظر آتا ہے' اس لئے بعض نادان ان بندوں کو ہی خدا سمجھ لیتے ہیں یا ان میں خدا کی صفات قرار دے دیتے ہیں۔ جس طرح ایک نادان انسان پانی میں سورج کا عکس دیکھ کر کہہ دے کہ یہی سورج ہے حالانکہ اصل سورج تو اَور ہے اسی طرح یہ لوگ کرتے ہیں' اسی بات سے بہت سے لوگوں کو بڑا دھوکا لگا ہوا ہے۔ یہ جو خدا کے اوتار مانتے ہیں ان کو بھی یہی غلطی لگی ہے کیونکہ خدا تو اپنی جگہ ہے انسانوں میں داخل نہیں ہوتا۔ پس اس دھوکا اور غلطی کی وجہ سے جس قدر بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں ان کو نادانوں نے خدا بنانے کی کوشش کی ہے۔ کسی کو انہوں نے خدا کا بیٹا بنالیا تو کسی کو خدا ہی قرار دے دیا اور کسی کو خدائی صفات کا وارث مان لیا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے شرک کے خلاف ایسا زور لگایا ہے جیسا کسی نبی نے نہیں لگایا' اس لئے آپ کی امت کو خداتعالیٰ نے بہت کچھ اس سے بچائے رکھا ہے۔ مسلمان اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کہہ کر اس فتنہ سے تو بچے کہ آنحضرت ﷺ کو خدا بناتے یا خدائی صفات دے دیتے لیکن پھر بھی آنحضرت ﷺ کی نسبت شرک کم کیا۔ مگر بعد میں آنے والے بزرگوں کی نسبت بہت زیادہ شرک میں مبتلا ہوگئے۔ چنانچہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت عجیب عجیب قصے مشہور کر رکھے ہیں۔ حضرت معین الدین چشتیؒ بابافریدالدین شکر گنج وغیرہ بزرگوں سے بہت بڑا شرک کیا جاتا ہے اور پھر ان سے بھی زیادہ شرک ان کی معمولی قبروں سے کیا جاتا ہے جو قریباً ہر گاؤں میں بنی ہوتی ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے لوگوں کو قبر پر اس طرح پورا سجدہ کرتے دیکھا ہے جیسا کہ خداتعالیٰ کیلئے کیا جاتا ہے اور ان سجدہ کرنے والوں کو یہ پورا یقین ہوتا ہے کہ ہم اس طرح برکت حاصل کررہے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں شروع سے لے کر اخیر تک اس شرک کی بیخ وبُن کو اُکھاڑا گیا ہے۔ اگر مسلمان سمجھتے تو قرآن نے تو ایسا بیان کردیا تھا کہ ان پر شیطان شرک کی راہ سے کبھی حملہ نہ کرتا لیکن افسوس انہوں نے قرآن کو بالکل چھوڑ دیا اور شیطان کی زد میں آگئے۔

اس وقت میرا رُوئے سخن ایک خاص مسئلہ کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ علمِ غیب کسی انسان کو ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بات پر بڑی بحثیں ہوئی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بھی یہ علم تھا یا نہیں۔ حنفیوں نے کہا ہے کہ نہیں اس لئے ان کے اس کہنے پر اُن پر بڑے بڑے فتوے

لگے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی بے ادبی کی ہے حالانکہ یہ آیت جو مَیں نے پڑھی ہے اس میں خداتعالیٰ نے صاف طور پر بتادیا ہے کہ خداتعالیٰ کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ نہ آنحضرت ﷺ اور نہ کوئی اور شخص۔ بے شک آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب بلکہ آپ کی اتباع کرنے والا خدا کا محبوب ہوجاتا ہے مگر باوجود اس کے آپ خداتعالیٰ کی مخلوق اور اسی کے محتاج تھے۔ پس آپؐ کے اندر وہی صفات رہیں گی جو بندوں میں ہوتی ہیں اور وہ صفات کبھی نہیں آسکتیں جو خداتعالیٰ نے صرف اپنے لئے مخصوص کررکھی ہیں۔ علمِ غیب بھی اسی میں سے ہے اس لئے صرف خدا ہی جانتا ہے کہ کیا کچھ ہوتا ہے اور کیا ہوگا۔ ان آیتوں میں خداتعالیٰ نے بتادیا ہے کہ علمِ غیب کے ہونے کیلئے کتنی چیزوں کے ہونے کی ضرورت ہے۔ اول یہ کہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا، خود قائم رہنے والا اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہو۔ سوئے نہیں اور نہ اُسے اُونگھ آئے۔ کیونکہ جب سوگیا تو اس کے سونے کے عرصہ کا اسے علم کہاں رہا۔ دوم۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ۔ اسی کے قبضہ قدرت میں وہ سب چیزیں ہوں جو زمین وآسمان میں ہیں۔ وہی ان کی حفاظت کرنے والا اور وہی ان کا نگران ہو۔ یہ سب باتیں علم غیب کیلئے ضروری ہیں۔ جب کسی انسان کی نسبت علمِ غیب کا ہونا کہا جائے گا تو یہ سب صفات بھی اس میں ماننی پڑیں گی کیونکہ جب تک کسی میں یہ باتیں نہ ہوں وہ عالم الغیب نہیں ہوسکتا آنحضرت ﷺ تو سویا بھی کرتے تھے۔ آپ پیدا بھی ہوئے اور وفات بھی پاگئے جس کو آج تیرہ سَو سال سے زائد عرصہ ہونے کو آیا ہے، پھر آپ کی نسبت عالم الغیب ہونا کس طرح کہا جاسکتا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ ہوں یا کوئی اَور انسان ہو، اسی حد تک اس کے اندر طاقتیں ہیں جو خدا نے انسانوں کیلئے پیدا کی ہیں اور وہ طاقتیں جو خدا نے اپنے لئے مخصوص کررکھی ہیں وہ آنحضرت ﷺ میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ پس جب آپؐ میں نہیں تو اَور کسی نبی میں بھی نہیں نہ حضرت موسیٰؑ میں نہ حضرت عیسیٰؑ میں اور نہ مسیح محمدیؑ میں نہ عبدالقادر جیلانی وغیرہ میں اور نہ ہماری جماعت میں سے کسی انسان میں۔ بعض لوگ نادانی سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ حضور پر سب کچھ روشن ہے حضور تو پوشیدہ خیالات کو خود معلوم کرسکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ شرک کے کلمات ہیں اور خطرناک شرک ہے۔ ہمارا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

تو یہ حال الگ رہا، ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر سب کچھ روشن نہیں تھا۔ اور نہ آپؐ خودبخود کچھ پردہ غیب سے معلوم کرسکتے تھے۔ پھر ہم کیا ہیں جو استاد کے پاس ہوتا ہے وہی شاگردوں میں بھی آتا ہے جب ہمارے استاد کے پاس یہ علم نہیں تھا تو ہم میں کہاں سے آتا۔ ہم نے وہی کچھ سیکھا ہے جو آنحضرت ﷺ کے پاس تھا۔

پس جماعت کو چاہیئے کہ بہت احتیاط سے الفاظ کو منہ سے نکالا کرے اور اپنے خیالات کو ایسا محفوظ رکھے کہ شرک سے بالکل بُری ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ہر قسم کی بدی معاف کردیں گے مگر شرک معاف نہیں کریں گے۔ پس ہر ایک مؤمن کو چاہیئے کہ ایسے الفاظ بولے جن میں خدا کی حمد تعریف اور ستائش پائی جائے۔

خداتعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق دے کہ اللہ کو اللہ اور مخلوق کو مخلوق سمجھے اور کوئی بدی خدا کی طرف منسوب نہ کرے۔

(الفضل ۱۳، ۱۶۔ مئی ۱۹۱۵ء)

---

[1] البقرة:۲۵۶